روزنامہ
الفضل
ربوہ

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۶/۴۱ | جمعرات ۳ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ، ۱۲ تبوک ۱۳۷۰ہش، ۱۲ ستمبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۰۴

تقویٰ کا مضمون کبھی ختم نہیں ہو سکتا

"صبح آنکھ اس حالت میں کھلی کہ حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کا تقویٰ سے متعلق ایک شعر بڑے زور سے زبان پر جاری تھا اس پر مجھے یہ سمجھ آئی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہے کہ تقویٰ کا مضمون کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اس کا کبھی بھی حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر جماعت احمدیہ کی آئندہ ایک سو سال کی نہیں بلکہ ہزاروں سال کی عمارت تعمیر ہونی ہے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قائدِ اعظم محمد علی جناح کے بارے میں ارشادات

آپ کی ذات میں سیاست کے میدان میں روشنی کا سورج اُبھرا تھا

فرمودہ: ۲۰ صلح ۱۳۶۸ ہش (۲۰ جنوری ۱۹۸۹ء) بمقام بیت الفضل لندن

خود غرضی اور بے اصول سیاست

تیسری دنیا کی سیاست میں بالعموم (صرف پاکستان کی بات نہیں بلکہ تمام دنیا میں) وہ ممالک جو ابھی ترقی پذیر ہیں۔ اُن کی سیاست میں ایک مشترک رجحان پایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ سیاست خود غرضی ہے اور بسا اوقات اصولوں کے سودے بھی کر لیتی ہے۔ جہاں تک دیانت اور اخلاق کے اعلیٰ تقاضوں کا تعلق ہے۔ سیاست دنیا میں کہیں بھی ہو وہ اِن اعلیٰ اقدار سے بے بہرہ ہوتی ہے۔ سیاست خواہ وہ مغرب کی ہو خواہ مشرق کی۔ خواہ شمال کی ہو خواہ جنوب کی، آپ کو کہیں بھی سیاست میں اعلیٰ اخلاقی اقدار دکھائی نہیں دیں گی۔ البتہ مغربی ممالک چونکہ ترقی یافتہ ہیں اس لئے ان میں یہ بات ضرور دیکھنے میں آئی ہے کہ وہاں کسی دباؤ کے تابع بھی اصولوں کے سودے نہیں کئے جاتے اور بارہا آپ کو ایسے سیاسی رہنما دکھائی دیں گے جو طاقت کے پورے عروج میں ہوتے ہوئے بھی حکومت سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں مگر کسی قیمت پر بھی اصولوں کے سودے پر تیار نہیں ہوتے۔ یہ نظارے آپ کو مشرق میں دکھائی نہیں دیں گے، یہ ہماری بدقسمتی ہے۔ سوائے ایک "تاریخی موقع" کے جب کہ سیاست کے میدان میں ایک ایسا روشنی کا سورج اُبھرا تھا جو بظاہر دنیا کی نظر میں سیاست دان نہیں تھا لیکن ایک بااصول اور قوم کا سچا ہمدرد انسان تھا۔ یعنی قائد اعظم محمد علی جناح۔ قائد اعظم کو بعض لوگ خصوصاً مغربی ناقدین جب اپنی سیاست کی عینکوں سے دیکھتے ہیں تو اُن کو نہرو کے مقابل پر اُن میں بہت سی خامیاں دکھائی دیتی ہیں۔ بہت سی جگہ وہ سمجھتے ہیں کہ ایک اچھا سیاستدان ہونا تو لوچ دکھانا، نرمی اختیار کرنا، کچھ رستہ بدل کے چلنا۔ لیکن ایک ایسا سیاستدان ہے جس کی اتنی عزت کی جاتی ہے اور اُس کے باوجود جہاں کہیں بھی سیاست کی آزمائش ہوئی وہاں اُس نے اپنے اصولوں کے مقابل پر وقتی مفاد کو ٹھکرا دیا اور کسی قسم کی نرمی نہیں دکھائی جب کہ ہر موقع شناس ایسے مواقع پر نرمی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اس لئے قائد اعظم کو ایک سخت اکھڑ انسان کے طور پہ پیش کرتے ہیں جس کو حالات نے ایسا بنا دیا حالانکہ یہ تجزیہ بالکل غلط اور نادرست ہے۔

ایک عظیم بااصول اور بامراد رہنما

قائدِ اعظم بہت بااصول انسان تھے ان کی زندگی میں ایک موقع ایسا بھی آیا کہ جب وہ کانگرس سے مایوس ہوئے اور مسلمانوں کے حالات پر نظر ڈال کر انہوں نے دیکھا کہ یہ لوگ سچائی کی خاطر تلخی کی راہوں پر قدم نہیں مار سکیں گے اور ہر طرح میرا ساتھ نہیں دے سکیں گے تو انہوں نے سیاست سے کلیۃً کنارہ کشی اختیار کی اور جیسے بعض دفعہ بچے روٹھ جاتے ہیں اُس طرح یہ بالغ نظر انسان روٹھ کر انگلستان میں آکے بیٹھ گیا اور تمام دوستوں اور مداحوں کو یہ واضح اطلاع دے دی کہ آج کے بعد میں ہندوستان کی سیاست میں کوئی دخل نہیں دوں گا۔ اُس موقع پر حضرت فضل عمرؓ (اللہ آپ سے راضی ہو) کی نظر نے دیکھا کہ اگر ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے سیاست کے لحاظ سے کوئی نجات کی راہ ہے تو وہ قائدِ اعظم محمد علی جناح کے پیچھے چل کر ہی مل سکتی ہے۔ اور محمد علی جناح ہی سے آج ہندوستان کے مسلمانوں کا تمام مفاد وابستہ ہے۔ اُس زمانے میں ہمارے مولانا عبدالرحیم صاحب درد یہاں انگلستان میں امام (بیت الفضل) لندن ہوا کرتے تھے۔ حضرت (فضل عمرؓ) نے اُن سے فوری رابطہ پیدا کیا اور کہا کہ جس طرح میں آپ کو سمجھاتا ہوں اُس طریق پر قائداعظم سے جا کر (قائداعظم تو اُس وقت غالباً نہیں کہلاتے تھے محمد علی جناح سے جا کے) ملیں اور ان کو بتائیں کہ اس وقت مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ آپ کی کامیابی یا ناکامیاں اس کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ ایک ناکام رہنما کے طور پر مر جائیں لیکن ایک عظیم قوم کی زندگی کی خاطر ایسی قربانیاں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتیں۔ اس لئے آپ واپس آئیں اور دوبارہ مسلمانوں کی قیادت کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ اُس وقت قائدِ اعظم کا ردِ عمل جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے شروع میں تو بہت سخت تھا کیونکہ بااصول انسان تھے لیکن بااصول انسان جب بات کو سمجھ جاتا ہے تو پھر نرمی بھی اختیار کرتا ہے۔ یہ وہ فرق ہے جو مغربی آنکھ نے نہیں دیکھا اور قائداعظم کو ایک ایسے RIGID یعنی ایسے سخت انسان کے طور پر پیش کیا ہے جو گویا بات سمجھنے کے بعد بھی راہ پا لینے پر آمادہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ لیکن اور باتوں کو چھوڑ دیں صرف یہ ایک واقعہ ہمیشہ کے لئے قائداعظم سے اس الزام کو دھونے کے لئے کافی ہے۔ اُس زمانے میں (بیت الفضل) لندن کی حیثیت آج کے مقابل پر کچھ بھی نہیں تھی۔ چند گنتی کے احمدی تھے اور درد صاحب ..... کو قائداعظم جانتے بھی نہیں تھے۔ اچانک ایک امام (بیت الذکر) کا اُن کے پاس پہنچنا جو خود ایک غیر معروف انسان ہو۔ اور یہ درخواست کرنا کہ آپ اپنا فیصلہ بدل دیں اور دوبارہ واپس جائیں، ہندوستان کی سیاست میں حصہ لیں اور قوم کی پوری طرح بھرپور نمائندگی کریں۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک ہمارے عبدالرحیم صاحب درد ..... کو قائدِ اعظم کے ساتھ بحث و تمحیص کرنے کا موقع ملا۔ اُن کو سمجھانے کی کوشش کی۔ بالآخر جب قائدِ اعظم نے سمجھ لیا کہ ہاں واقعۃً درد صاحب کا موقف درست ہے اور میرے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ جو کچھ بھی ہو مجھے بہرحال ہندوستان واپس پہنچ کر مسلمانوں کی خدمت کرنی چاہیئے تو انہوں نے اسی وقت یہ فیصلہ کر لیا اور آپ کے تاریخ دان اس بات کو مستند کتابوں میں لکھ چکے ہیں۔ قائداعظم نے خود

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۲ تبوک ۱۳۷۰ ہش ۱۲ ستمبر ۱۹۹۱ء

اعلیٰ اخلاق اور نظم و نسق

عام طور پر تو اچھی باتیں ایک دوسرے کا تضاد نہیں ہوتیں۔ لیکن بعض اوقات ہوتی بھی ہیں۔ یہ کریں تو یہ بھی اچھا اور وہ کریں تو وہ بھی اچھا۔ لیکن ایک کو نظر انداز کر دیں اور دوسری بات کریں تو یہ اچھی بات نہ ہو۔ اس کی مثال حضرت سیدنا امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ دی ہے کہ حسن خلق بہت اچھی بات ہے اور اسی طرح نظام بھی۔ دونوں کو اپنی اپنی جگہ رکھیں تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ ایک کو ترک کر کے دوسری پر عمل کریں تو بات بدل بھی جاتی ہے اور بگڑ بھی جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''اعلیٰ اخلاق اور نظم و ضبط کے رشتے سے متعلق کچھ بتانا ضروری ہے۔ بعض لوگ اعلیٰ اخلاق کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ نظم و ضبط کو توڑ دیا جائے۔ حسن خلق کی خاطر نظام کو توڑ دیا جائے کسی کے پاس ٹکٹ نہیں ہے تو اس کو بھی جانے دیا جائے۔ قانون مقرر ہے کہ فلاں جگہ کھانا کھانا ہے۔ تو جہاں کوئی آباد ہیں اس کو بٹھا کر کھلا دیا یہ جو چیزیں ہیں یہ ایک پہلو سے حسن خلق کہلا سکتی ہیں۔ بڑا نرم انسان ہے۔ بڑا خلیق ہے ہر آدمی کی خواہش پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن ایک پہلو سے یہ بدانتظامی ہے اور بعض دفعہ یہ بدانتظامی اتنی شدید رنگ کی ہو جاتی ہے حسن خلق کی وجہ سے کہ اس سے بڑے خطرات پیدا ہو جاتے ہیں''

حقیقت یہ ہے کہ ہیں تو دونوں باتیں خوبیاں۔ لیکن دونوں کا اپنا اپنا مقام ہے۔ اپنی اپنی جگہ پر نہایت حسین، حسن اخلاق بھی نہایت حسین اور انتظام اور نظام بھی نہایت حسین۔ لیکن ایک پر عمل کر کے دوسری کو خراب کرنا اچھی بات کو بھی برا بنا دیتا ہے۔ اگرچہ یہ بات بھی لازمی ہے کہ اگر نظام کسی بات کی اجازت نہ دے تو بجائے اس کے کہ سختی سے انسان کو منع کیا جائے اور بدکلامی کی بجائے نرمی سے بات کی جائے اور سمجھا دیا جائے کہ چونکہ نظام اجازت نہیں دیتا اس لئے آپ کو روکا گیا ہے۔ اور جس کو روکا گیا ہے اسے بھی چاہیئے کہ برا نہ مانے۔ آخر اس کی ذات کی وجہ سے تو اسے نہیں روکا گیا۔ بلکہ اسے تو نظام کی پابندی کرنے والے کارکن کو داد دینی چاہیئے کہ اس نے اپنے حکام بالا کے ارشاد کے مطابق کام کر کے ایک نیکی کمائی ہے۔

میرا یہ قاعدہ ہے مرا ہے یہی اصول
میں دست و پا کا ہونا سمجھتا نہیں فضول
یہ اور بات ہے کہ بھروسہ خدا پہ ہے
اور ہے دعا کہ سعیِ عمل ہو اسے قبول

ابوالاقبال

غزل

(اسیرانِ راہِ مولا کے حوالے سے مادرِ گیتی کے نام)

۲۲ اگست ۱۹۹۱ء کا دن اسیرانِ راہِ مولا کی یاد کچھ اس طرح اپنے ساتھ لایا کہ میں ساری رات نہ سو سکی۔ ایک غزل بھی (ان کی طرف سے) ہو گئی۔ جو مادرِ گیتی اور اس دور کی تدغن کے حوالے سے ہے۔
آج حضور کی نظم اسیرانِ راہِ مولا پڑھ کر دل سے کراہ اور آنکھ سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے۔ جی چاہتا تھا میں بھی ان میں سے ایک ہوتی! ۔ اب اس کے بعد مجھے زیب نہیں دیتا کہ اپنی غزل اشاعت کے لئے بھجواؤں لیکن میرا ایک اپنا خیال ہے۔ میرے دل کی آواز۔ ایک شکوہ ہے اور کسی تک نہ بھی پہنچے تو آپ سنیں!۔

آنکھ کو آنسو لباسوں کو شرر پارے ملے
دِل کو خنجر گردنوں کو آج کچھ آرے ملے

خون سے لکھیں ترے ماتھے کی کچھ شہ سرخیاں
تجھکو کچھ عنواں ملے۔ کچھ تجھ کو شہ پارے ملے

خونِ دِل سے کی چمن کی آبیاری اور ہمیں؟
پھول کیا ملتے بھلا؟ بس ہم کو انگارے ملے!

ہم ترے سورج کی کرنوں کو ترستے ہی رہے
روشنی ڈھونڈی تو اندھیارے ہی اندھیارے ملے

دوستوں کی آنکھ بھی بدلی ہوئی ہے آج کل
دوست اور دشمن ہمیں ویسے بہت سارے ملے

مسکراہٹ ہی سجائی اپنے ہونٹوں پر سدا
زخمِ دل سب سے چھپا کر درد کے مارے ملے

بجلیوں نے پھونکنے تھے کچھ نشیمن ہی اگر؟
اس بھرے گلزار میں بس ہم ہی بیچارے ملے!

تیرے ماتھے کے پسینے پر ہوں یہ جانیں فدا
تیری رگ رگ میں ہمارے خون کے دھارے ملے

اے وطن ہم سرفروشانِ محبانِ وطن!!
سر کٹا دینے کو راضی جان و دل وارے ملے

دیکھنا اے ہم نشیں اہلِ چمن کے واسطے
بوئے گل ہم سے ملی اور ہم سے مہ پارے ملے

تیری آنکھوں سے بکھر کر کہکشاں بن جائیں گے
ہے وطن گر چاند تو ہم چاند کو تارے ملے

مادرِ گیتی سے شکوہ تو بجا ہم کو نہیں
داد کی ہم کو دوا اور صبر کے پارے ملے

میرے دل کے آبلے جب آنچ پر دہکے تو پھر
روشنی کی تجھ کو کرنیں نور کے دھارے ملے

اے وطن کچھ خون کی بوندوں کا نذرانہ لئے
آج عظمت سے جیالے غم سے دل ہارے ملے

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم محمدّ علی جناح کیا چاہتے تھے؟

(۱) پاکستان کی مجلس دستور ساز کے افتتاحی اجلاس میں ۱۱، اگست ۱۹۴۷ء کو فرمایا:

"میں اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ اب آپ ایک خود مختار قانون ساز مجلس کے ارکان ہیں۔ آپ پر بڑی نازک ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ حکومت کا پہلا فرض نظم و ضبط قائم رکھنا ہے تاکہ لوگوں کے جان و مال، عزت اور مذہبی عقائد کا تحفظ ہو سکے۔ اس وقت جو بڑی لعنتیں مسلط ہیں ان میں رشوت اور بے ایمانی بھی شامل ہیں۔ ہمیں ان کے فولادی پنجے کو توڑنا ہے۔"

(۲) اسی اجلاس میں صدارتی خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:۔

"ہماری ریاست کسی تمیز کے بغیر قائم ہو رہی ہے۔ یہاں ایک فرقے یا دوسرے فرقے میں کوئی تمیز نہ ہوگی۔ یہاں ذات اور عقیدوں میں کوئی تمیز نہ ہوگی۔ ہم اس بنیادی اصول کے تحت کام شروع کر رہے ہیں کہ ہم ایک ریاست کے باشندے اور مساوی باشندے ہیں۔"

(افکارِ قائد اعظم مصنفہ محمود عاصم صفحہ ۲۵۵)

(۳) شخصی اور مذہبی آزادی کے علمبردار نے یہ اعلان فرمایا:۔

"مجھے یقین ہے یہ (یعنی پاکستان کا آئین) جمہوری طرز کا آئین ہوگا جس میں اسلام کے بنیادی اصول متشکل ہوں گے ... اسلام اور اس کی مثالیت نے ہمیں جمہوریت کا درس دیا ہے۔ اس نے انسانی مساوات، عدل اور ہر شخص سے منصفانہ برتاؤ سکھایا ہے۔ ہم ان درخشاں روایات کے وارث ہیں اور پاکستان بنانے والوں کی حیثیت سے ہمیں اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کا پورا احساس ہے۔ بہرحال پاکستان ایک ایسی مذہبی مملکت نہیں ہوگا جس میں مذہبی پیشوا مامور من اللہ کے طور پر حکومت کریں گے۔ ہمارے ہاں بہت سے غیر مسلم ہندو عیسائی اور پارسی ہیں لیکن وہ سب پاکستانی ہیں۔ وہ بھی دوسرے تمام شہریوں کی طرح یکساں حقوق اور مراعات سے بہرہ ور ہوں گے اور پاکستان کے معاملات میں کما حقہ کردار ادا کریں گے۔"

(ظہور پاکستان صفحہ ۱۵۴ مصنفہ چوہدری محمد علی)

(۴) ۲۲، مارچ ۱۹۳۹ء کو ہندوستان کی سنٹرل اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"آنریبل سر محمد ظفر اللہ خان ... کی تعریف کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ ایک باپ اپنے بیٹے کی ستائش کرے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ انہوں نے معاہدے کے متعلق اپنے فرض کو احسن طور پر سرانجام دیا ہے اور اس کے لئے انہیں مبارکباد پیش کرتے ہوئے مختلف اطراف سے جو کچھ کہا گیا ہے۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں۔"

(۵) ماہنامہ "آجکل" دہلی شمارہ اگست میں قائداعظم کی تقریر شائع ہوئی جس میں فرمایا:

"پاکستان میں تمام فرقوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے گا۔ ان کا مذہب مسلک اور ایمان و عقیدہ کچھ بھی ہو اس کی حفاظت کی جائے گی۔ انہیں ہر لحاظ سے پاکستان کا باشندہ سمجھا جائے گا اور کسی طرح بھی اکثریت کو ان پر تفوق حاصل نہیں ہوگا۔"

(۶) افواجِ پاکستان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"ہم نے پاکستان کی آزادی کی جنگ تو جیت لی ہے لیکن اس آزادی کو برقرار رکھنے اور پاکستان کو مستحکم اور مضبوط بنیاد پر تعمیر کرنے کی سنگین تر جنگ ابھی جاری ہے اور اگر ہمیں ایک عظیم قوم کی حیثیت میں زندہ و پائندہ رہنا ہے تو یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک ہم کامیابی حاصل نہیں کر لیتے۔ یہ قدرت کا اٹل قانون ہے کہ جو بہترین ہے۔ وہی بچ رہتا ہے۔ باقی مر جاتے ہیں۔ ہمیں ثابت کرنا ہے کہ ہم اس نئی نئی حاصل شدہ آزادی کے شایانِ شان اور ہر طرح اہل ہیں۔"

(۲۱، فروری ۱۹۴۷ء)

(۷) ۱۴، نومبر ۱۹۴۶ء کو غیر ملکی اخباری نمائندوں سے ملاقات کے دوران فرمایا:

"اگر آپ ہمیں حیوان نہیں سمجھتے تو یاد رکھئے کہ مسلمان اقلیتوں کے ساتھ بہترین اور فیاضانہ سلوک روا رکھیں گے۔"

(۸) ۱۸، اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستانی قوم کے نام یہ پیغام نشر کیا:

"ہم پاکستانیوں کے لئے یہ عید خوشی اور مسرت کا موقع نہ بن سکی۔ ہمارے مسلمان بھائی جو ہندوستان میں اقلیت میں رہ گئے ہیں۔ ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم کبھی ان کو نہ بھولیں گے اور نہ کبھی نظر انداز کریں گے ہمارے دل ان کے ساتھ ہیں۔ ان کی مدد اور خوشحالی کے لئے ہم بڑی سے بڑی کوشش اور قربانی کو بھی ہیچ سمجھیں گے کیونکہ میری رائے میں یہ مسلم اقلیتی صوبے ہی تھے۔ جنہوں نے حصولِ پاکستان کے محبوب نصب العین میں سب سے پہلے پیش قدمی کی اور سبز پرچم بلند رکھا۔ حصولِ پاکستان کے لئے ان کی امداد کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا اور مجھے امید ہے کہ پاکستان کے مسلم اکثریتی صوبے بھی یہ حقیقت فراموش نہیں کریں گے کہ مسلم اقلیتی صوبے حصولِ پاکستان کی تاریخی اور دلیرانہ تحریک میں ہراول دستے کی حیثیت رکھتے تھے۔"

(۹) ۲۱، مارچ ۱۹۴۸ء کو اعدائے پاکستان کی نشاندہی کرتے ہوئے ہر پاکستانی کو یہ تلقین فرمائی:۔

"جو لوگ بھی کسی دھوکے یا خود فریبی میں مبتلا ہیں۔ میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی خام خیالیوں کو جتنی جلد وہ اپنے دل سے نکال دیں اتنا ہی اچھا ہے۔ پاکستان ہندوستان سے دب جائے گا یا دونوں ملکوں کی مرکزی حکومت ایک ہو جائے گی یہ محض ان کی خام خیالی ہے۔ ان کی روش بڑی غلط ہے۔ اب ہم کسی طرح بھی ان کی خفیہ کارستانیوں کو برداشت نہیں کر سکتے اور نہ پاکستان کے دشمنوں سے روادار ہو سکتے ہیں۔ اب ہم غداروں اور دھوکے بازوں کی رعایت کرنے کو تیار نہیں۔ اگر یہ باتیں بند نہ ہوئیں تو مجھے یقین ہے کہ آپ کی صوبائی حکومت اور حکومت پاکستان سخت قدم اٹھائے گی اور ان کو سختی سے کچل دے گی۔ کیونکہ ان کا وجود قوم کے حق میں زہر ہے۔"

(۱۰) ۲۶، ستمبر ۱۹۴۷ء کو "معاشرتی مسائل" کے بارے میں قوم کو ارشاد فرمایا:۔

"میں ان لوگوں سے مخاطب ہوں جنہوں نے عوام کے مفاد سے لاپرواہ ہو کر ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری سے ہاتھ رنگے ہیں۔ میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنا یہ غیر فطری پیشہ فوراً ترک کر دیں۔ پاکستان میں ذخیرہ بازوں اور منافع خوروں کے لئے کوئی جگہ نہیں وہ قوم کے جسم کو مہلک مرض بن کر کھاتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ کیونکہ حکومت کا مقصد یہ ہے کہ مملکت کو فائدہ پہنچائے۔"

(۱۱) افواجِ پاکستان سے بانیٔ پاکستان نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"کبھی نہ بھولئے کہ اتحاد میں برکت ہے۔ اپنی رجمنٹ پر فخر کیجئے۔ اپنی کور اور اپنی ڈویژن پر فخر کیجئے۔ نہ صرف فخر بلکہ خود کو اس پر وقف کر دیجئے۔ پاکستان آپ پر اعتبار کرتا ہے پاکستان آپ پر انحصار کرتا ہے۔ پاکستان آپ کو اپنا محافظ سمجھتا ہے۔ اس کے اعتماد کو ضعف نہ پہنچائیے۔ خود کو اس کے شایانِ شان ثابت کر کے دکھائیے۔ اس فوج کی اگر عظمت اور شہرت ہے تو آپ کے آباؤ اجداد کی شجاعت اور عظمت کی وجہ سے ہے۔ آپ ان کے قابل اور فرمانبردار بیٹے بننے کا عہد کیجئے۔" (۱۳، اپریل ۱۹۴۸ء)

(۱۲) آپ نے طلباء کو بڑی دردمندی سے ان الفاظ میں خبردار کیا:۔

"میرے نوجوان دوستو! میں آپ کو خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کسی سیاسی جماعت کے آلہ کار بن گئے تو یہ آپ کی سب سے بڑی غلطی ہوگی۔ یاد رکھئے اب ایک انقلابی تبدیلی رونما ہو چکی ہے۔ اب ہماری اپنی حکومت ہے۔ اب ہم ایک آزاد خود مختار مملکت کے مالک ہیں۔ اب ہمیں آزاد لوگوں کی طرح عمل اور اپنے معاملات کا انتظام کرنا چاہئیے۔ اب ہم کسی بیرونی طاقت کے تسلط میں نہیں ہیں۔ ہم نے وہ زنجیریں توڑ دی ہیں۔ ہم نے غلامی کی بیڑیاں کاٹ ڈالی ہیں۔ میرے نوجوان دوستو! اب میں آپ ہی کو پاکستان کا حقیقی معمار

باقی صفحہ ۶ پر

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ــــــ نون۔ سین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناوابستہ تحریک

اب جبکہ کولڈ وار کا خاتمہ ہو گیا ہے تو کہتے ہیں کہ ناوابستہ تحریک بھی اپنے آخری سانس لے رہی ہے اس لئے کہ اب وابستہ یا ناوابستہ ہونے کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہ گئی۔ چنانچہ اپنے مشکوک مستقبل کے متعلق غور و فکر کے لئے گھانا کے دارالخلافہ اکرا میں ناوابستہ تحریک کے وزرائے خارجہ کی ایک میٹنگ گذشتہ ایام میں ہوئی اکثر تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ چونکہ اب مشرق اور مغرب کا آپس میں اختلاف باقی نہیں رہا اس لئے یہ امر اس تحریک کی موت کا باعث ہوگا۔ سوویٹ یونین ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے اور یوں لگتا ہے کہ امریکہ عالمی سطح پر برتری حاصل کر رہا ہے۔ خاص طور پر خلیج کی جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد۔ کہا جاتا ہے کہ وزرائے خارجہ جو اکرا میں جمع ہوئے ان کا کام یہ تھا کہ وہ یہ معلوم کریں کہ اس تحریک کو ختم ہونے سے کس طرح بچایا جا سکتا ہے۔ یہ تحریک یوگوسلاویہ کے رہنما جوزف ٹیٹو (OSIF VEROZ TITO) کے ایماء پر وجود میں آئی تھی۔ اور اس وقت مقصد یہ بیان کیا گیا تھا کہ ترقی پذیر ممالک کو مشرق اور مغرب کے جھگڑے سے الگ رکھا جائے ٹیٹو کی اس تحریک کی حمایت بھارت کے نہرو اور مصر کے ناصر نے کی۔ اور ان کی حمایت کی وجہ یہ تھی کہ ۱۹۵۵ء میں بنڈونگ میں افرو ایشیائی کانفرنس کے موقعہ پر نوآبادیاتی نظام کو مسترد کرنیکا اعلان کیا گیا تھا۔

اس تحریک کے ۱۰۲ اراکین ہیں جن میں فلسطین بھی شامل ہے۔ ویسے تو کہا جاتا ہے کہ سرد جنگ کے ختم ہونے سے پہلے ہی ناوابستہ تحریک نے اپنے آپ کو غیر موثر بنا لیا تھا۔ جب وہ ایران اور عراق کی جنگ کے سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکی تھیں۔ زیادہ تر اقوام متحدہ ہی عالمی سطح پر ممالک کی حتی الامکان مدد کے لئے آگے آتا ہے۔

بنگلہ دیش میں صدر کا انتخاب

ماہ رواں میں بنگلہ دیش میں صدر کا انتخاب بھی ہوگا اور ریفرنڈم کا انعقاد بھی کیا جا رہا ہے جب صدر کا انتخاب ہو جائے گا تو مکمل طور پر بیگم خالدہ ضیاء ملک کی وزیراعظم کی حیثیت سے چارج لے لیں گی۔ اور ان کی کیبنٹ بنگلہ دیش کی منتخب حکومت کی ایک لمبے عرصے کے بعد پہلی کیبنٹ ہو گی۔ کہا جاتا ہے کہ موجودہ وزراء کی کارکردگی سے بیگم خالدہ ضیاء کچھ زیادہ خوش نہیں ہیں اور انہوں نے آہستہ آہستہ یہ بات لوگوں تک پہنچانی شروع کر دی ہے کہ جب وہ زمام حکومت پوری طرح سنبھال لیں گی۔ اور ان کی پارلیمنٹ صدر کا انتخاب کرے گی تو وہ موجودہ وزراء میں سے کئی ایک کو فارغ کر کے نئے وزراء مقرر کریں گی۔ انہوں نے ابھی سے نئے وزراء کی تلاش شروع کر دی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ نئے وزراء جن کو کیبنٹ میں شامل کرنے کا خیال ہے وہ اہلیت، وفاداری اور دیانتداری کے لحاظ سے مثالی ہونے چاہئیں تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ موجودہ ایکٹنگ صدر شہاب الدین احمد واپس عدلیہ میں چلے جائیں گے اور سپریم کورٹ کے جج مقرر کر دئے جائیں گے۔ ایسا کرنے کی صورت میں وہ نئے صدر کو اپنا چارج دے دیں گے۔ کہا جاتا ہے کہ صدر کے انتخاب کے لئے حکمران پارٹی سپیکر عبدالرحمان بشواس یا وزیر قانون مرزا غلام حافظ اور ایک جج عبدالرحمان صاحب میں سے کسی کو نامزد کرے گی۔ اگرچہ پارٹی نے تو عندیہ نہیں دیا لیکن سیاسی اور صحافتی حلقے یہ نام لے رہے ہیں۔ حزب اختلاف کی سربراہ شیخ حسینہ چیف جسٹس یا اپنے کسی عوامی لیگ کے پارلیمنٹ کے رکن کا نام پیش کرے گی۔ چونکہ خالدہ ضیاء کی پارٹی کے پاس ۳۳۰ سیٹیں ہیں اس لئے یہ امر یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اسی پارٹی کا نامزد صدر منتخب ہو جائے گا۔

عراق کی بیوائیں

ایران اور عراق کی جنگ جو آٹھ سال تک جاری رہی۔ اور اس کے بعد خلیج کی جنگ جو جاری تو بہت تھوڑا عرصہ رہی لیکن تباہی کے لحاظ سے سب ریکارڈ مات کر گئی کی وجہ سے عراق میں بہت سے مردوں کی ہلاکت کے باعث بیوہ عورتوں کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہے اور جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں اگر یہ بیوہ عورتیں دوسری شادی نہ کریں تو قوم کے لئے ہر لحاظ سے نقصان کا باعث بنتی ہیں اب حکومت نے ان بیوگان کی شادی کے لئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو شخص کسی بیوہ سے شادی کرے گا اسے تین ہزار دینار یعنی ۹،۴۰۰ ڈالر تحفے کے طور پر حکومت پیش کرے گی۔ اور شادی کے اخراجات کے لئے چار ہزار دینار یعنی ۱۲،۵۰۰ ڈالر کا قرضہ دے گی۔ یقیناً یہ قرضہ آسان شرائط پر ہی دیا جائے گا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ ادھر شادی کی جائے اور ادھر رقم کی ادائیگی کی وجہ سے گھر میں مسائل پیدا ہونے شروع ہو جائیں یہ خبر ان اخبارات میں پڑھی گئی ہے جو اردن پہنچے ہیں۔ اگرچہ حکمران ریولیوشنری کمانڈ کونسل نے اس بات کی تفصیل تو بیان نہیں کی لیکن تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ کسی تفصیل کی ضرورت بھی کیا ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے اور سب سے زیادہ عراق کے باشندے جانتے ہیں کہ عراق میں اس وقت بیواؤں کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ اور جب تک مرد خود آگے بڑھ کر شادی کی تجویز پیش نہ کریں ان سب عورتوں کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ اور چونکہ عام طور پر مرد بیوہ عورت سے شادی نہیں کرتا اس لئے حکومت نے لوگوں کو تحفہ اور قرض دینے کی تجویز پیش کی ہے خدا کرے کہ عراق کے مرد اس سے فائدہ اٹھائیں اور بیواؤں کی زندگیوں کو اجیرن بنانے سے محفوظ کر کے ان کے لئے بھی بہتری کا سامان مہیا کریں اور عراق کو بھی ایک خاصی بڑی مشکل سے نجات دلائیں۔

عراق اور تیل کی فروخت

اگرچہ عراق نے مار تو بہت کھائی ہے۔ اور اپنے شہریوں کی ایک بہت بڑی ہلاکت کا باعث بنا ہے۔ خاص طور پر جب لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ وہ جسکی گردن تنی ہوئی تھی۔ اب اقوام متحدہ اور اسکی کونسل کی تمام قراردادوں پر عمل کرنے کی یقین دہانی کراتا رہتا ہے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود معلوم ہوتا ہے کہ عراق میں ابھی دم خم باقی ہے۔ اگرچہ اس کے زیادہ تباہی پھیلانے والے ہتھیار تو تباہ کر دئے گئے ہیں۔ یا کئے جا رہے ہیں۔ لیکن اسکے باوجود اس میں معلوم ہوتا ہے اتنی طاقت ہے کہ وہ دنیا سے آنکھیں ملا کر بات کر سکے۔ چنانچہ اب جبکہ اسے مزید تھوڑا سا ہوش آ گیا ہے۔ اس نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ جو ریزولیوشن اسکے خلاف پاس کیا گیا ہے وہ غیر اخلاقی ہے اور یہ بہت بڑی بات ہے۔ اتنا کہہ لینا ساری دنیا کو چیلنج کرنے والی بات ہے۔ گویا وہ اس بات کا اظہار کر رہا ہے کہ ابھی اس میں اتنا دم خم ہے کہ چاہے کچھ ہی ہو وہ ایک دفعہ تو ساری دنیا کو چیلنج کر سکتا ہے۔ ویسے اگر دیکھا جائے تو اقوام متحدہ یا سیکورٹی کونسل کے بعض ریزولیوشن ایسے ہیں جو عام حالت میں قابل قبول نہیں ہو سکتے۔ مثلاً یہی جو آخری ریزولیوشن پاس کیا گیا ہے۔ جسمیں یہ کہا گیا ہے کہ عراق اپنی خوراک کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک مقدار تیل تو بیچ سکتا ہے۔ لیکن بیچے ہوئے تیل سے جو آمد ہو وہ سیکورٹی کونسل کے پاس جمع کروانی چاہیئے اور وہاں سے عراق اپنی رقم حاصل کرے۔ گویا اپنی رقم بھی اسکی اپنی نہ ہوگی بلکہ مانگے کی۔ تیل وہ اپنا بیچے اور قیمت اسکی سیکورٹی کونسل سے لے۔ یہ بات کچھ زیادہ سمجھ میں آنے والی نہیں۔ اور غالباً اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عراق نے کہا ہے کہ یہ ریزولیوشن غیر اخلاقی ہے۔ یہ بالکل مختلف بات تھی کہ اسے تیل فروخت کرنے کی اجازت ہی نہ دی جاتی۔ اور یہ بات ان خطوط کے مطابق ہوتی جن پر پہلے ریزولیوشن پاس کئے جا چکے ہیں۔ لیکن اس سے یہ کہا جائے کہ تیل تو بیچ سکتے ہو لیکن تیل خریدنے والوں سے بلا واسطہ رقم حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ رقم تیل خریدنے والے سیکورٹی کونسل کو دیں گے اور سیکورٹی کونسل سے مانگ کر عراق یہ رقم لے گا۔ اور اپنی خوراک کی ضروریات پوری کرے گا کچھ عجیب سی لگتی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:
"وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے .... یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہنامہ انصاراللہ کا ایک اداریہ

"ایمان" ایک ایسا پیارا کلمہ ہے اور ایک ایسی زبردست قوت ہے کہ اگر یہ کسی ذات میں عارفانہ طور پر متحقق ہو جائے تو اس ذات کو ابدیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے تمام جوارح ایک خالص روحانی رنگ میں رنگین ہو کر برضا و رغبت اعمال صالحہ بجالانے پر مستعد اور تیار ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر سچا ایمان لازمی طور پر اعمال صالحہ کے شیریں پھل عطا کرتا ہے اور انسان کو دو پہلوؤں سے اپنے معانی کی نسبت سے امن فراہم کرتا ہے۔ اول یہ کہ وہ اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے ذمۃ اللہ کے حصن حصین میں داخل ہو کر پورے طور پر ایمان کے ہالے میں آجاتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی گود میں پاتا ہے اور بعض پیاروں کو تو خدا تعالیٰ برملا امن کی ضمانت دیتا ہے جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے پیار کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا .... کہ اللہ تعالیٰ تیری ذات کو ہر بدامنی پیدا کرنے والے کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ دوئم یہ کہ وہ انسان کامل یا امین بن جاتا ہے اور اس کے افعال کردار سیرت سے امن کی ہی خوشبو آتی رہتی ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ اس کی ذات میں امن کے غنچے چٹکتے اور کلیاں کھلتی ہیں بلکہ اس کے دم قدم سے ذی عقل وخرد تو کجا جمادات میں بھی امن اور امین کی صفات جنم لینے لگتی ہیں۔ اور وہ بھی امن کا گہوارہ بن جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قرآن کریم میں بیان ہے۔

اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی کہ اے میرے رب اس خوف والی جگہ کو جو بیابان ہے درندوں کا مرکز ہے۔ ایک عورت اور بچہ کی معصومیت کے صدقے تو اس کو پرامن شہر بنا دے۔ تو پھر جب اس میں شہر بننے کے آثار پیدا ہونے شروع ہوئے تو یہ دعا کی کہ اے میرے رب جس طرح اسماعیل کے قدموں کی برکت سے چشمہ زم زم جاری و ساری ہے. ہاجرہؑ کے قدموں کے طفیل ساعی بین الصفا والمروہ کی قرب الٰہی کی عظیم گھاٹی میسر ہوئی. اور تیرے بے پایاں لطف و کرم سے مقام ابراہیم کا فیضان امت کیلئے انعام ہے۔ ان تمام باتوں کا حوالہ دے کر اے میرے مالک میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اب جبکہ آبادی کا آغاز ہونے لگا ہے اس علاقے کو اس شہر کو پرامن بنا دے اور یہاں شرانگیزی اور قتل و غارت اور قطع و برید کا اس طرح قلع قمع کر دے حتیٰ کہ بے جان چیز درخت کا کاٹنا بھی جرم ٹھہرے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے نہ صرف اس جگہ کو امن بنایا بلکہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جو اول المومنین تھے اور سب سے بڑھ کر امین اور امن کے شہزادے تھے۔ جب اس جگہ کو ان کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو وہ امن سے متوکل اور ابدی صفات کی مالک البلد الامین بن گئی۔ گویا جو عاقل و غیر عاقل اس علاقے میں ہو وہ مامون و مصئون رہے گا۔ جب حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت امین بے جان چیزوں پر جلوہ آرا ہو کر متاثر کر رہی ہے تو ارباب عقل و خرد پر اس کا پرتو کس قدر عظیم الشان ہوگا۔ حضرت عمرؓ جیسے بہادر نڈر اور شجاع انسان ننگی تلوار لے کر جوش غضب سے گھر سے نکلتے ہیں لیکن اس عظیم الشان امین صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پھوٹنے والی امن کی کرنوں کا گرویدہ ہو کر خود امن کے داعی بن جاتے ہیں۔ کئی بغض و عناد کے گرداب اٹھے کئی غیظ و غضب کے بھنور آئے لیکن اس پاک صفت، نرم خو اور زندگی بخش ساحل سے ٹکرا کر پرامن حیات نو سے ہمکنار کرنے والی پرسکون لہروں میں تبدیل ہو گئے۔ گویا یہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور آپؐ پر سچا ایمان جذبات عناد و غضب کو بھڑکا دے۔ بڑھیا کا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا۔ دشمن کا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے منہ پر تھوک دینا۔ ایسی بے شمار مثالیں ہیں جن میں غصہ امن کے بالوں میں بدلتا رہا۔ اپنوں سے تو "آپس میں رحم کی مثال" اور معاشرتی امن کا عملی مظاہرہ تھا ہی۔ غیر مسلموں سے بھی اس قدر نرمی اور امن کا سلوک تھا کہ وہ خواہش کرتے کہ خدا کرے ہم مسلمانوں کے زیر نگین رہیں۔ اور یہ ممکن ہی نہیں کہ جہاں سچا ایمان ہو وہاں امن کے علاوہ غیظ و غضب کے جذبات پیدا ہوں۔ جناب حنیف رامے سابق وزیر اعلیٰ پنجاب لکھتے ہیں۔ "اسلام کا مطلب ہی سلامتی اور امن ہے۔ اگر ہم امن قائم کرتے ہیں تو مسلمان ہیں۔ ورنہ اسلام سے ہمارا کوئی تعلق نہیں حقیقت یہ ہے کہ جہاں امن ہے وہیں اسلام ہے۔ اور جہاں امن نہیں وہاں اسلام بھی نہیں۔"

("امن کی تلاش"۔ روزنامہ جنگ لاہور ۹ راگست ۱۹۹۱ء صفحہ ۵)

ذرائع ابلاغ، اخبارات، رسل و رسائل سے جو آجکل ملک کے حالات کا علم ہوتا ہے کیا وہ اس صورت حال کا مظہر ہے جو جناب حنیف رامے نے بیان کی ہے۔ اور کیا چالیس سال میں کسی بھی حکومت نے باوجود بعض حکومتوں کے مذہب کا نعرہ لگانے کے اس حقیقت کو سمجھا ہے۔ آج امن کے نام کی کوئی چیز ملک کے کسی گوشے میں نہیں ہے حتیٰ کہ مذہب کے علمبرداروں اور ایمان کے دعوے داروں پر بھی پابندیاں لگانے کا سوچا جا رہا ہے۔ حالانکہ ایمان سے تو امن کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ جناب حنیف رامے سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کا قیام امن کے بارہ میں عمل نہیں بلکہ صرف قول جو واقعی حقیقت پر مبنی ہے اور اس قول کے آئینے میں ملک کا مذہب سے رشتہ جو اہل فکر و نظر کو دعوت فکر دے رہا ہے۔

البتہ ایک جماعت اس ملک میں ایسی بھی ہے جسے نہ اقتدار کی خواہش ہے نہ وہ مادی دوڑ اور دنیوی مسابقت میں حصہ لے رہی ہے بلکہ جائز حقوق سے محروم کی جا رہی ہے۔ وہ ظلم اور شرانگیزی کی بجائے غیروں کے نزدیک بھی مظلوم اور اطاعت گزار اور امن پسند جماعت ہے۔ فساد و عناد تشتت و افتراق قتل و غارت اور لوٹ کھسوٹ سے اسے کوئی واسطہ نہیں۔ بلکہ اسے ایمان کے منافی اعمال تصور کرتی ہے وہ گالیوں کو دعاؤں اور جذبات غضب کو امن کے ہالوں میں تبدیل کرنے کے زریں اصول سے واقف ہے۔ وہ یہ جانتی ہے کہ اللہ اور اسکا رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم جو سب سے بڑے امن کے داعی ہیں کی محبت کا دعویٰ کر کے شر انگیزی کرنا اور بدامنی پھیلانا بہت بڑا جرم ہے۔ اور اسکی سعی و کوشش کا یہی مقصد وحید ہے کہ تمام عالم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں سچے ایمان کے زیور سے آراستہ ہو جائے۔ تا سارا عالم جنت نظیر امن کا گہوارہ بن جائے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے ....."

پھر فرمایا۔

"میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کردوں اور یہ بات پہنچا دوں۔ آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے! اگر کوئی نجات چاہتا ہے یا حیات طیبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جائے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کیلئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طب و صحت

کمر درد

کمر درد شدید بھی ہو سکتا ہے جو بعض اوقات ناقابل برداشت محسوس ہوتا ہے اور ہلکا ہلکا بھی جسے عام طور پر میٹھا میٹھا درد کہتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبان بتاتے ہیں کہ درد چاہے کہیں بھی ہو بعض ورزشیں ایسی ہیں جو مفید ثابت ہو سکتی ہیں اور ان کے مقابل پر بعض ورزشیں ایسی ہیں جو مزید نقصان کا باعث بن سکتی ہیں۔ جہاں تک کمر کے نچلے حصے کے درد کا تعلق ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جسمانی طور پر کوئی ایسی خرابی ہو یا کمزوری ہو یا کوئی نقصان پہنچ چکا ہو جس کی وجہ سے وہ درد ہو۔ بعض اوقات اعصابی طور پر کوئی تکلیف ہوتی ہے اور یہ تکلیف عام طور پر اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے کے غلط طریق پر منحصر ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر آپ غلط طریق پر بیٹھیں یا لیٹیں یا کوئی وزن اٹھائیں تو کمر کا درد شروع ہو سکتا ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ درد میٹھا ہو یا شدید ہو اس سے غفلت کبھی نہیں برتنی چاہیئے کیونکہ یہ خرابی بڑھ بھی سکتی ہے اور بلا وجہ تکلیف کا باعث بن سکتی ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ آپ اپنے ڈاکٹر کے پاس جائیں اور طبی معائنہ کروائیں اور اگر آپ کے ڈاکٹر صاحب آپ کو اجازت دیں تو ہلکی پھلکی ورزش کر کے آپ درد میں افاقے کا باعث بن سکتے ہیں۔ عام طور پر جو ورزشیں تجویز کی جاتی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

کہ آپ اپنی کمر پر سیدھے لیٹ جائیں دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر لیں اور اس کے بعد ایک ٹانگ کو زمین پر سیدھا کریں اور سیدھا کرنے کے بعد اسے اوپر کی طرف اٹھائیں حتیٰ کہ آپ کا پاؤں یا آپ کے پاؤں کا تلوہ چھت کی طرف ہو جائے۔ آپ اس پوزیشن میں پانچ گنیں اور اپنی ٹانگ کو واپس لے جائیں اسی طرح دوسری ٹانگ کے ساتھ بھی کریں۔

یا یہ ورزش کہ آپ اپنی کمر پر لیٹ جائیں دونوں ٹانگوں کو اٹھائیں ان میں بل نہ پڑنے دیں اور اوپر اٹھا کر دائیں ٹانگ کو بائیں طرف اور بائیں ٹانگ کو دائیں طرف ہلائیں۔ ایسا آپ دس دفعہ کریں اور جتنی دور تک اپنی ٹانگ کو پھیلا سکیں پھیلانے کی کوشش کریں۔

ایک اور ورزش یہ ہے کہ آپ اپنی کمر پر لیٹ جائیں اور اپنے گھٹنوں کو اوپر اٹھا لیں اور پھر اپنے سر اور کندھوں کو اس پوزیشن میں لائیں کہ گویا آپ بیٹھ رہے ہیں اور ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں کی طرف پھیلائیں۔ ایسا آپ ۵ سیکنڈ کے لئے کریں۔ اور اس طرح پانچ سے دس دفعہ کریں۔

ایک اور ورزش یہ ہے کہ آپ اپنی کمر پر لیٹ جائیں اور اپنے بازوؤں کو پھیلا لیں۔ پھر اپنے گھٹنوں کو اوپر اٹھائیں اور اتنا اوپر اٹھائیں کہ وہ آپ کے سینے کے قریب پہنچ جائیں۔ اور وہاں رکھ کر آپ دائیں اور بائیں طرف کروٹ بدلیں لیکن اس سارے عرصہ میں آپ کے کندھے زمین کے ساتھ لگے رہنے چاہئیں۔

ایک اور ورزش یہ ہے کہ آپ الٹے لیٹ جائیں یعنی سینہ زمین پر ہو اور آپ ٹانگوں کو پھیلا لیں۔ اس حالت میں آپ ایک ٹانگ اوپر اٹھائیں اور اتنا اوپر اٹھائیں کہ آپ محسوس کریں کہ اس سے زیادہ آپ اوپر نہیں اٹھا سکتے۔ آپ اس حالت میں کم از کم پانچ سیکنڈ رہیں اور اس ورزش کو پانچ چھ دفعہ دہرائیں پہلے دائیں ٹانگ اوپر اٹھائیں اور پھر بائیں ٹانگ

کمر درد کے دوران آپ کو جو ورزشیں نہیں کرنی چاہئیں ان میں سے ایک دو یہ ہیں کہ اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہوں۔ یا لیٹ کر اپنی دونوں ٹانگوں کو اوپر اٹھائیں

کمر درد کے متعلق یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر آپ زمین پر سے کوئی بوجھ اٹھا رہے ہیں تو بجائے اس کے کہ آپ اپنی کمر کو جھکائیں۔ آپ کو اپنی کمر سیدھی رکھنی چاہیئے اور بیٹھ کر اس بوجھ کو اٹھا کر کھڑے ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ریڑھ کی ہڈی بہر حال بالکل سیدھی رہنی چاہیئے گھٹنوں کو جھکائیں اور نیچے ہو کر وزن کو اٹھائیں بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ غلط طریق پر بوجھ اٹھانے سے کمر میں بل بھی پڑ جاتا ہے۔ اور درد بھی شروع ہو جاتا ہے۔ آپ احتیاط کریں۔

بقیہ: صفحہ ۲ سے آگے

سمجھتا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی باری پر کیا کچھ کر دکھاتے ہیں۔ اس طرح رہیئے کہ کوئی آپ کو گمراہ نہ کر سکے۔ کوئی آپ کو غلط طور پر استعمال نہ کر سکے اپنی صفوں میں مکمل اتحاد اور استحکام پیدا کیجئے۔ ایک مثال قائم کر دیجئے کہ نوجوان کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ آپ کا اصل کام کیا ہونا چاہیئے۔ اپنی ذات سے وفا، اپنے والدین سے وفا، اپنی مملکت سے وفا اور اپنے مطالعہ پر کامل توجہ۔"

(۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء)

(۱۳) ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء کو پہلی سالگرہ کے موقع پر قائد اعظم نے پاکستانی قوم کے نام جو پیغام دیا۔ پاکستان کی تاریخ میں یادگار رہے گا۔ آپ نے فرمایا:۔

"مسلمانوں کو بحیثیت قوم ختم کر دینے کی منظم سازش کے خلاف جو کامیابی ہم نے حاصل کی۔ وہ حیرت انگیز ہے ہمارے تعمیری کام کا نتیجہ ہمارے عزیز ترین دوستوں کی توقعات سے بڑھ کر نکلا ... مگر یہ کافی نہیں۔ یاد رکھئے۔ پاکستان کا قیام ایک ایسا واقعہ ہے جس کی تاریخ میں مثال نہیں مل سکتی۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے اور اگر ہم نے دیانتداری، تندہی اور بے غرضی سے کام کیا تو یہ بھی سال بہ سال شاندار خدمات سرانجام دیتی رہے گی۔

مجھے عوام پر کامل بھروسہ ہے اور یقین ہے کہ ہر موقع پر وہ اسلام کی تاریخ، شان و شوکت اور روایات کے مطابق عمل پیرا ہوں گے۔

اس نوزائیدہ مملکت کے پیدا ہوتے ہی مختلف طریقوں سے گلا گھونٹنے کی ناکام کوشش میں ہمارے دشمنوں کو یہ امید تھی کہ ان کا دلی منشاء پاکستان کو ناکام بنانے اور تباہ کرنے کا، ان کی اقتصادی چالبازیوں سے پورا ہو جائے گا۔ ان تمام دلیلوں سے کام لے کر جو بغض و عناد کی بنا پر تراشی جا سکتی ہیں۔ پیشگوئیاں کی جانے لگیں کہ پاکستان دیوالیہ ہو جائے گا... مگر بدخواہ نجومیوں کی تمام پیشگوئیاں جھوٹی ثابت ہوئیں... قدرت نے آپ کو سب کچھ بخشا ہے۔ آپ کے وسائل لامحدود ہیں۔ آپ کی مملکت کی بنیادیں پڑ چکی ہیں۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ ان بنیادوں پر جلد از جلد اور اچھی سے اچھی عمارت تعمیر کریں۔ لہٰذا بڑھتے چلیئے۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔"

(معمار پاکستان صفحہ ۱۸۹،۱۹، از پروفیسر سجاد باقر رضوی)

(۱۴) قائد اعظمؒ نے ملک کے معاشی و صنعتی شعبے میں ترقی کے لئے ایک واضح لائحہ عمل کی تصویر پیش کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں آپ کی توجہ حکومت پاکستان کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ ملک کو صنعتی بنانے کے ہر مرحلے پر نجی سرمایہ کاری کو شریکِ عمل رکھا جائے۔ حکومت نے اپنے انتظام و انصرام میں جن صنعتوں کو لے رکھا ہے۔ ان میں جنگی نوعیت کا اسلحہ، برقابی طاقت کی افزائش، ریلوے کے ڈبے بنانا، ٹیلیفون، تار اور بے تار برقی کے آلات بنانا، دوسری تمام صنعتی سرگرمیاں نجی سرمائے کے لئے کھلی رکھی گئی ہیں جسے ہر وہ سہولت دی جائے گی جو ایک حکومت صنعت کے قیام اور ترقی کے لئے دے سکتی ہے۔ حکومت ایسے حالات پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔ جن میں صنعت و تجارت کو فروغ حاصل ہو سکتا ہے۔ پاکستان کے معدنی وسائل کے جائزے لئے جائیں گے۔ نقل و حمل کے ذرائع کی ترقی کے منصوبے بنائیں گے۔ بندرگاہیں تعمیر کی جائیں گی۔ صنعتی سرمایہ کاری کی کارپوریشن قائم کی جائے گی۔ پاکستان زرعی اعتبار سے برِاعظم ایشیا کا سب سے ترقی یافتہ ملک ہے۔ اگر اس کی زرعی پیداوار کو صنعتوں کے قیام اور فروغ میں پورا پورا اور بہترین طریقے سے استعمال کیا جائے تو یہ اپنے عوام کی مشہور و معروف دستکاری کی روایات اور جدید تکنیکوں میں مہارت حاصل کرنے کی قابلیت کے ساتھ صنعت کے میدان میں بھی اپنا سکہ جمالے گا اور ایک گہرا مستقل اور منفرد نقش قائم کرے گا۔"

(کراچی چیمبر آف کامرس سے خطاب ۲۷ اپریل ۱۹۴۸ء)

(۱۵) ۲۷ اگست ۱۹۴۸ء کو عید کا پیغام دیتے ہوئے بانی پاکستان نے فرمایا (یہ پیغام قوم کے نام آخری الفاظ ثابت ہوئے)

"ہر مسلمان کو پوری دیانت اور خلوص کے ساتھ پاکستان کی خدمت کرنی چاہیئے۔"

(قائد اعظم محمد علی جناح معمار پاکستان صفحہ ۱۹۰)

(مصنف پروفیسر سجاد باقر رضوی)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں میں حب الوطنی کا جذبہ کلی طور پر ودیعت فرمائے اور ہم سب کو قائداعظم کے ارشادات پر کما حقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے اللہ تو ایسا ہی کر۔

بچے قوم کی امانت ہیں ان کی حفاظت ہمارا فرض ہے

بقیہ صفحہ ۱ سے آگے

اس بات کا اقرار کیا کہ زندگی کے ایسے اہم موڑ پر مجھے سیدھی راہ دکھانے والا لندن (بیت الفضل) کا امام تھا۔ اس کے بعد وہ پھر کبھی پیچھے نہیں ہٹے۔ وہ ایک بے خوف با اصول اور بامراد رہنما تھا۔ کامیابی اس کے قدم چومتی تھی۔ باوجود اس کے کہ کامیابی کے حصول کے لئے وہ اصول چھوڑ کر جھکنا نہیں جانتا تھا۔ اس نے زندگی میں کسی ایک موقع پر اپنے اصول کا سودا نہیں کیا۔ چنانچہ اس زمانے میں جب کہ پاکستان کا قیام اتنی اہمیت رکھتا تھا اور خود قائداعظم نے آخر پر جو برصغیر کے سیاسی حل کا رستہ تجویز کیا تھا اس کی کامیابی اور ناکامی کا سوال تھا۔ بظاہر ایک شخص کی کامیابی اور ناکامی کا بھی نہیں بلکہ ساری قوم کی کامیابی اور ناکامی کا سوال تھا۔ ایسے موقع پر ایک سیاستدان اپنے ساتھ جتنے بھی موافق اور مؤید اکٹھے کر سکتا ہے ان کو سمیٹتا چلا جاتا ہے۔ کسی کو کچھ لالچ دیتا ہے، کسی کو کچھ لالچ دیتا ہے۔ کسی سے کسی بات کے سودے ہوتے ہیں، کسی سے کسی اور بات کے سودے ہوتے ہیں اور اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کے لئے یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ اس موقع پر اتنے بڑے اصول داؤ پر لگے ہوئے ہیں کہ اس کے مقابل پر چند چھوٹے چھوٹے اصولوں کی قربانی دے دینا کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ ایسے موقع پر خدا تعالیٰ کی طرف سے قائداعظم کی ایک بہت بڑی آزمائش ہوئی اور دراصل اس آزمائش پر ان کا پورا اترنا ہی ان کی زندگی کو بامراد کرنے کا فیصلہ کر گیا۔

قائداعظم کا جراتمندانہ تاریخی فیصلہ

تمام ہندوستان میں تمام مذہبی جماعتیں ....سوائے جماعت احمدیہ کے قائداعظم اور پاکستان کی مخالف تھیں۔ مسلمان تحریک پاکستان کے حق میں تھے لیکن سب مسلمان حق میں نہیں تھے۔ جہاں تک مذہبی جماعتوں کا تعلق ہے بحیثیت تنظیم اگر تمام نہیں (ہو سکتا ہے میری یادداشت نے کوئی غلطی کی ہو) لیکن بھاری اکثریت میں وہ تمام معروف اور مذہبی جماعتیں جو آج پاکستان پر قابض ہیں وہ ساری کی ساری قائداعظم کی مخالف تھیں اور پاکستان کے تصور کی مخالف تھیں۔ لیکن ایک بات پر وہ اپنے موقف بدلنے پر آمادہ تھیں اور وہ چھوٹی سی بات یہ تھی کہ قائداعظم سے انہوں نے درخواست کی کہ اگر آپ مسلمانوں میں سے احمدیوں کو نکال دیں اور ان کی غیر مسلم حیثیت تسلیم کرتے ہوئے ان کو مسلم لیگ سے خارج کر دیں تو ہم اپنا تمام عمر کا سیاسی موقف تبدیل کر کے آپ کے پیچھے لگنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ شرط مان لیں تو آپ کی باقی ساری باتیں بلا شرط ہم تسلیم کر لیں گے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ کتنا عظیم الشان دباؤ تھا۔ ساری زندگی کی جنگ کا نتیجہ اس بات پر منحصر تھا۔ اور ایک سیاستدان، ایک دانشور جو ملکی حالات سے باخبر ہو، جو فرقوں کے باہمی تناسب اور ان کے اعداد و شمار سے واقف ہو اس کے لئے ناممکن ہے کہ ایک سیاستدان کے طور پر یہ فیصلہ کرے کہ مسلمانوں کی بھاری اکثریت کی نمائندہ مذہبی جماعتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے، ان کو رد کرتے ہوئے اور مخالف بناتے ہوئے ایک چھوٹی سی مذہبی جماعت کو قبول کر لے۔ محض اس لئے کہ اس کے نزدیک اصول کا تقاضا یہ تھا کہ اکثریت کی رائے کو رد کر دیا جائے اور ایک چھوٹی اقلیتی جماعت کی رائے کو قبول کر لیا جائے۔ چنانچہ قائداعظم نے انتہائی دباؤ کے باوجود ان کی اس بات کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا میرے نزدیک مسلمان سیاست میں بنیادی طور پر یہی اصول ہمیشہ قائم رہے گا کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس کا حق ہے کہ بحیثیت مسلمان، مسلمانوں کی سیاست میں حصہ لے۔ جو شخص اپنے منہ سے اپنے اسلام کا انکار کرتا ہے اس کا کوئی حق نہیں وہ ہمارے ساتھ شامل ہو۔ یہ اتنی سی بات تھی۔ مگر انہوں نے احمدیوں کی ممبرشپ رد کرنے کی بجائے باقاعدہ ایک تاریخی فیصلہ کے ذریعہ یہ اعلان کیا کہ ہر احمدی مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے اور اس کے نتیجہ میں دوسری تمام مذہبی جماعتیں اگر ناراض ہو کر مسلم لیگ کی ممبرشپ سے الگ ہوتی ہیں تو ہونے دو۔

اصولی اور منصفانہ فیصلے کے دور رس نتائج

یہ وہ اصولی فیصلہ تھا جس کے نتیجہ میں دراصل قائداعظم کامیاب ہوئے۔ یہ وہ اصولی فیصلہ تھا جو خدا کو پسند آیا۔ یہ وہ انصاف اور تقویٰ کی بات تھی جس نے درحقیقت ایک ہاری ہوئی بازی کو جتا دیا۔ میں سمجھتا ہوں یہ اسی ایک ہی فیصلے کی برکت تھی کہ ایک عظیم انقلاب رونما ہونا شروع ہو گیا۔ اس فیصلے سے پہلے خود پنجاب میں بھی قائداعظم کے ہم خیالوں کو کوئی طاقت حاصل نہیں تھی۔ سردار خضر حیات کی یونینسٹ حکومت پنجاب میں قائم تھی جو مسلم لیگ کی مخالف اور کانگریس کے اصولوں سے متفق تھی۔ اور پنجاب جو آج پاکستان کی جان ہے اس پنجاب میں بھی اگر مسلم لیگ کی کوئی حیثیت نہیں تھی تو اندازہ کریں کہ اس وقت ایک ایسا فیصلہ کرنا جس سے تمام بڑی مذہبی جماعتیں ناراض ہو جائیں صرف ایک چھوٹی سی اقلیت کو خوش کرنے کی خاطر نہیں بلکہ اپنے اصول پر قائم رہنے کی خاطر اس چھوٹی سی اقلیت کو ترجیح دینے کا یہ وہ فیصلہ تھا جس نے حالات کی کایا پلٹ دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ بڑے بڑے علماء جو قائداعظم کو رد کر چکے تھے ان کے پلیٹ فارم ان کے قدموں تلے سے کھسکنے شروع ہوئے اور قائداعظم کے قدموں کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ قدم جو ان پلیٹ فارموں کی طرف لالچ کی وجہ سے نہیں بڑھے تھے خدا نے ان پلیٹ فارموں کو ان کے مالکوں کے قدموں کے نیچے سے نکال دیا اور وہ پلیٹ فارم قائداعظم کی طرف بڑھنے لگے یہاں تک کہ ایک ایسا ریلا آیا کہ جس میں یہ علماء ہواؤں میں لٹکے ہوئے رہ گئے اور ان کے نیچے کی تمام زمین نکل گئی۔ یہ ہے اصول کی وہ بات جو بدقسمتی سے آج تک ہمارے سیاستدانوں نے نہیں سیکھی۔ اس وقت پاکستان میں جو صورتحال ہے اس میں بھی اس قسم کی بعض باتیں ہیں جن کے فیصلے ہونے والے ہیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی حیثیت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۱۳۴ میں فضل کریم ولد محمد اشرف قوم جٹ پیشہ طالب علم عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کرتو P.O خاص ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۷-۱۹۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زرعی اراضی برقبہ ۴ ایکڑ مالیتی ۸۰،۰۰۰/- ہزار روپے۔ (۲) بنجر اراضی برقبہ ۷ ایکڑ مالیتی ۸۴،۰۰۰/- ہزار روپے۔ (۳) رہائشی مکان برقبہ ۲ ۱/۲ مرلہ مالیتی ۲۶ ہزار اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ فضل کریم ولد محمد اشرف ساکن کرتو P.O خاص ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد نمبر ۱ چوہدری ظفر اللہ خان صدر جماعت احمدیہ کرتو ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد نمبر ۲ فقیر حسین وصیت نمبر ۲۵۵۶۹

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے فرمایا:۔

"اگر ایک امام .... کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت ہے تو پھر امام، کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی امام اور .... کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو ایمان لانے والا" اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدر انجمن احمدیہ میں محررین کی ضرورت

دفاتر صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں کارکنان درجہ دوم محررین کی ضرورت رہتی ہے۔ صرف ایسے مخلص احمدی نوجوان درخواستیں بھجوائیں جو دینی کاموں سے شغف اور خدمتِ دین کا شوق رکھتے ہوں اور مستقل طور پر حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ کام کرنے کے خواہشمند ہوں۔ درجہ اوّل کی آسامیاں اس وقت نہیں ہیں۔ درجہ دوم امیدوار کم از کم مولوی فاضل۔ میٹرک سیکنڈ ڈویژن ہوں اور میٹرک سرٹیفکیٹ کے مطابق عمر کم از کم اٹھارہ سال ہو۔

درخواستیں ۲۰ ستمبر ۹۱ء تک وصول کی جائیں گی۔ درخواستوں کے ساتھ تعلیمی قابلیت کی مصدقہ نقول یا فوٹو سٹیٹ اور صدر صاحب کی تصدیق بھجوائیں۔ امتحان کمیشن مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز منگل بوقت صبح ۹ بجے ہوگا۔ انٹرویو دوسرے روز مورخہ ۲۵ ستمبر ۹۱ء بروز بدھ ہوگا۔ جس کا اعلان امتحان کے دن مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۹۱ء کو کر دیا جائے گا۔

ان امیدواران ملازمت کا انٹرویو لیا جائے گا جو پرچہ کے امتحان میں پاس ہوں گے۔

(ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

کیا آپ تحریک جدید کا چندہ ہر سال باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور جماعت کی ترقی کیلئے دعا بھی کرتے ہیں؟

صاحب اولاد

اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کسی قسم کی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں۔

○ بے بی ٹانک (دودھ پیتے بچوں کیلئے)	BABY TONIC	۱۰/-
○ بے بی گروتھ کورس (دس سال تک کے بچوں کیلئے)	BABY GROWTH COURSE	۳۰/-
○ کمزوری جسم کورس (نوجوانوں کیلئے)	BODY BUILDING COURSE	۱۰۰/-
○ چھوٹا قد کورس (۵ سے ۲۰ سال تک کی عمر کیلئے)	DWARFISHNESS COURSE	۱۰۰/-
○ بول بستری کورس	BED URINE COURSE	۳۵/-
○ مٹی چھوڑ کورس	MITI CHOUR COURSE	۲۰/-
○ سوکھا پن کورس (بچوں کا)	MARASMAS COURSE	۵۰/-
○ آہستہ دانت نکالنا کیور	SLOW DENTITION CURE	۲۰/-
○ بے ترتیب دانت کیور	IRREGULAR TEETH CURE	۲۰/-

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹس کے لئے معقول کمیشن

مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے خرید فرمائیں یا براہ راست بذریعہ ڈاک ہم سے منگوائیں

تین صد یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

○۔ لاہور:۔ کیور ریٹو سٹورز اچھرہ شاپنگ سنٹر۔ اچھرہ ○۔ فیصل آباد:۔ کریم میڈیکل ہال۔ گول امین پور بازار ○۔ راولپنڈی:۔ شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال صدر ○۔ پشاور:۔ ڈاکٹر عبد الرحمن معصوم۔ معصوم اینڈ سنز کیمسٹ شیخ آباد نمبر 1 ○۔ کوئٹہ:۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر بشارت احمد۔ دکان نمبر ۲۴ خوجک روڈ پشین اڈہ ○۔ ملتان:۔ ہومیو ڈاکٹر الطاف حسین ملک۔ صدر بازار ○۔ کراچی:۔ صدر میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی ○۔ حیدر آباد:۔ ابن سینا میڈیکل سٹور گاڑی کھاتہ ○۔ سیالکوٹ:۔ ڈان ڈرگ ہاؤس ریلوے روڈ ○۔ گوجرانوالہ:۔ کیور ریٹو میڈیسن سروسز گلی حاجی عبد العزیز۔ باغبانپورہ۔

کیور ریٹو میڈیسن کمپنی ربوہ (رجسٹرڈ)

(ڈاکٹر راجہ ہومیو)

فون ۷۷۱، ۶۰۶

ملکی خبریں

○ بھارتی روزنامہ سٹیٹس مین نے دعویٰ کیا ہے کہ پاکستان نے ایف سولہ طیاروں میں ایٹمی ہتھیار نصب کر لئے ہیں۔ چوتھی پاک بھارت جنگ کا بگل کسی بھی وقت بج سکتا ہے دونوں قدم آگے کی طرف بڑھا رہے ہیں۔

○ امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے لکھا ہے کہ حکومت فوجی مداخلت کا خطرہ محسوس کر رہی ہے۔ حکومت کی پرائیویٹائزیشن پالیسی سست رفتاری کا شکار ہے بیرونی سرمایہ کاری دلدل میں پھنسی ہوئی ہے اس کے علاوہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی بیان بازی نے بھی بیرونی سرمایہ کاری میں رکاوٹیں ڈال رکھی ہیں فوج کا قدامت پسند طبقہ بھی حکومت کی اقتصادی اصلاحات کی حوصلہ شکنی کر رہا ہے۔

○ ٹیلیفون کی لوکل کال کی شرح ایک روپیہ ۲۵ پیسے سے بڑھا کر ایک روپیہ ساٹھ پیسے کر دی گئی ہے۔ اسی طرح ٹرنک کال کے ریٹ میں ۲۵ فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے۔

○ مسٹر آصف زرداری کو انگلش نائٹ ہوٹل کیس سے بھی بری کر دیا گیا ہے وہ اس سے قبل بھی بعض کیسوں میں بری ہو چکے ہیں۔

○ جھنگ میں کرفیو کی خلاف ورزی کرنے پر ۷۰ افراد گرفتار کر لئے گئے۔

○ چیچہ وطنی میں سپاہ صحابہ اور پولیس کے درمیان تصادم سے چھ افراد زخمی ہو گئے۔ مظاہرین نے پولیس پر پتھراؤ کیا جواب میں پولیس نے فائرنگ کر دی۔

○ سکھر سے خانیوال آنے والی ریل گاڑی کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا کوٹ سمابہ سے پانچ مسلح افراد ٹرین میں سوار ہوئے اور اسلحہ کے زور پر تمام مسافروں سے نقدی اور گھڑیاں چھین لیں۔ مزاحمت پر ریلوے افسر کو گولی مار دی۔

○ پیر پگاڑا نے کہا ہے کہ اگر میں مسلم لیگ کی صدارت نہ چھوڑتا تو جونیجو کی قیادت میں نئی جماعت نیشنل لیگ کے نام سے بن جاتی انہوں نے کہا کہ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ مرحوم ضیاء الحق مجھے دھوکہ دیں گے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ پورا ملک دہشت گردوں کے ہاتھوں یرغمال بنا ہوا ہے ہر طرف موت کا رقص ہو رہا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ بنگلہ دیش کے سابق صدر حسین محمد ارشاد نے کہا ہے کہ نہ میں ساری عمر جیل میں رہوں گا اور نہ خالدہ ضیاء ساری عمر وزیر اعظم رہیں گی۔ یاد رہے کہ خالدہ ضیاء نے کہا تھا کہ حسین محمد ارشاد شاید ساری عمر جیل میں گزار دیں۔

○ مقبوضہ کشمیر میں کشمیری خواتین پر بھارتی فوجیوں کے وحشیانہ حملے عام ہو چکے ہیں گلیوں میں عورتوں کی نعشوں کے ساتھ برقعے بھی بکھرے ملتے ہیں۔

○ بھارتی پنجاب میں خالصتان کی تحریک کے دوران ایک سال میں تین ہزار کے قریب افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ ان میں ایک ہزار تین سو ۱۲ سکھ چھاپہ مار ہیں

○ بھارتی پنجاب میں گذشتہ چوبیس گھنٹے میں ۱۷ افراد مارے گئے ان میں سات سکھ شامل ہیں۔

○ جوہری ہتھیاروں کے معاہدے پر نظرثانی کے لئے جنیوا میں ۱۱۷ ملکوں کی کانفرنس شروع ہو گئی ہے۔ اندازہ ہے کہ گیارہ ممالک کے پاس ایسے ممنوعہ ہتھیار موجود ہیں۔

○ اسرائیلی وزیر اعظم نے امریکی صدر بش پر الزام لگایا ہے کہ وہ عربوں کی حوصلہ افزائی کر کے امن کا عمل خطرے میں ڈال رہے ہیں انہوں نے کہا کہ امریکہ کے احتجاج کے باوجود مقبوضہ عرب علاقوں پر یہودیوں کی مزید بستیاں بسائی جائیں گی۔

○ ابوظہبی میں بی سی سی آئی کے ۲۵ سینئر عہدیدار گرفتار کر لئے گئے ان میں زیادہ تر پاکستانی شامل ہیں۔

○ روس کی ریاست تاجکستان نے بھی آزادی کا اعلان کر دیا ہے روس کی پندرہ ریاستوں میں سے یہ گیارہویں ریاست ہے جس نے آزادی کا اعلان کیا ہے۔